# ’’اجماع‘‘

’’اجماع‘‘ شریعت کا تیسرا ماٰ خذ ہے۔

## اجماع کا لغوی معنی:

یہ باب ’’افعال‘‘ سے ہے اور اس کے دو معانی آتے ہیں، (۱) عزم کرنا (۲) اتفاق کرنا۔

اور اصطلاح میں ایک خاص قسم کے اتفاق کو اجماع کہا جاتا ہے۔

## اجماع کی اصطلاحی تعریف:

’’آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد کسی زمانے کے تمام فقہاءِ مجتہدین کا کسی حکمِ شرعی پر متفق ہو جانا ’’اجماع‘‘ ہے‘‘۔ عوام اور اہل بدعت فاسق لوگوں کی مخالفت و موافقت کا کوئی اعتبار نہیں۔

## قرآنِ کریم سے حجیتِ اجماع کی دلیل:

قرآنِ کریم نے بتایا کہ آخرت میں جو سزا آنحضرت ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کو ملے گی، وہی سزا اُن لوگوں کو دی جائے گی جو مؤمنین کا متفقہ دینی راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کریں گے۔ ارشادِ باری ہے:

’’وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيرَ سبيلِ المؤْمنينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهِ جهنمَ وسائَتْ مَصِيْرا‘‘

ترجمہ......اور جو شخص رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر ظاہر ہو چکا ہو، اور سب مسلمانوں کے دینی راستہ کے خلاف چلے گا، تو ہم اس کو (دنیا میں) جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور (آخرت میں) اس کو جہنم میں داخل کریں گے، اور وہ بہت بری جگہ ہے‘‘۔

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اُمت کے متفقہ فیصلہ (اجماع) کی مخالفت گناہِ عظیم ہے۔

## احادیث سے حجیتِ اجماع کی دلیل:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اگر ہمیں کوئی ایسا معاملہ پیش آجائے جس کے متعلق کوئی صریح حکم یا ممانعت (قرآن وسنت) میں موجود نہ ہو تو میرے لئے آپ کا کیا حکم ہے؟

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''شَاوِرُوْا فِیْه الفُقَهَاءَ الْعَابِدِیْنَ ولاتُمْضُوا فیه رأیَ خاصَّة''

ترجمہ...... ''کہ اس معاملہ میں تم فقہاء اور عابدین سے مشورہ کرو اور کسی شخصی رائے کو نافذ نہ کرو''۔

اس سے معلوم ہوا کہ کسی زمانہ کے فقہاء و عابدین متفقہ طور پر جس چیز کا حکم دیں یا ممانعت کریں، اس کی مخالفت جائز نہیں، کیونکہ ان کا متفقہ فیصلہ غلط نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ:

''لاتَزالُ طائفةٌ من أمتی یقاتِلون علی الحقِّ ظاهرین الی یوم القیامة''

ترجمہ...... ''میری امت میں ایک جماعت (قربِ) قیامت تک حق کے لئے سربلندی کے ساتھ برسرِ پیکار رہے گی۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ:

''اِنَّ اللهَ لایجمعُ اُمَّتی أَوْ قال أمةُ محمد علی ضلالة ویدُ اللهِ علی الجماعةِ ومن شَذَّ شُذّ الی النار''.

ترجمہ...... اللہ تعالیٰ میری امت کو کسی گمراہی پر متفق نہیں کرے گا، اور اللہ کا ہاتھ جماعت (مسلمین) پر ہے، اور جو الگ راستہ اختیار کرے گا، جہنم کی طرف جائے گا۔

آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد آٹھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تھوڑے تھوڑے لفظی فرق کے ساتھ نقل کیا ہے، کسی تفصیل کیساتھ بیان کیا ہے اور کسی نے اختصار کیساتھ، البتہ مضمون ان سب کا یہی کہ ''امتِ محمدیہ کو اللہ تعالیٰ گمراہی پر متفق نہیں کرے گا''۔

## اجماع کا فائدہ اور سندِ اجماع:

یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ اجماع کے حجت ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اجماع کرنے والوں کو شرعی احکام میں نعوذ باللہ خدائی اختیارات مل گائے کہ وہ قرآن وسنت سے آزاد ہوکر جس چیز کو چاہیں حرام اور جس کو چاہیں حلال کردیں، بلکہ خوب سمجھ لینا چاہیے کہ فقہ کا کوئی مسئلہ قرآن یا سنت کے بغیر ثابت نہیں ہوسکتا، اجماع کا بھی ہر فیصلہ قرآن و

سنت کامحتاج ہے،کوئی بھی اجماعی مسئلہ یا تو قرآن سے ماخوذ ہوگا یا سنت سے، یہی اس کی شرعی دلیل ہوگی، اسی کو''سندِ اجماع'' کہا جاتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ جب ہر اجماعی فیصلہ قرآن وسنت یا قیاس پر مبنی ہوتا ہے تو اجماع سے فائدہ کیا ہوا؟ اور اسے فقہ کے دلائل میں کیوں شمار کیا جاتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اجماع کے دو فائدے ہیں:

ایک یہ کہ قرآن یا سنت یا قیاس سے ثابت ہونے والا حکم اگر ظنی ہو تو اجماع اس ظنی حکم کو قطعی بنادیتا ہے، جس کے بعد اختلاف کا جواز باقی نہیں رہتا، اور اگر وہ حکم پہلے سے قطعی تھا تو اس کی قطعیت میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اجماع جس دلیل شرعی پر مبنی ہو، بعد کے لوگوں کو اس دلیل کے پرکھنے اور اس میں غور وفکر کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی، ان کو اس مسئلہ میں اعتماد کرنے کے لئے بس اتنی دلیل کافی ہوتی ہے کہ فلاں زمانہ کے تمام مجتہدین کا اس پر اجماع منعقد ہوچکا ہے۔

## قرآنِ کریم سے ماخوذ اجماع کی مثال:

فقہ کا مشہور اجماعی مسئلہ ہے کہ دادی، نانی اور نواسی سے نکاح حرام ہے۔

اجماع کرنے والوں نے یہ حکم قرآنِ کریم کی آیت:

'' حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وبَنَاتُكُمْ'' (نساء : ۲۲)

یعنی حرام کی گئی ہیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں''۔

سے لیا ہے، لہٰذا یہ آیت اس مسئلہ کے لئے سندِ اجماع ہے، مذکورہ بالا فقہی حکم اگرچہ اس آیت سے ثابت ہوچکا تھا، کیونکہ ''أمهات'' یعنی مائیں کا لفظ دادی اور نانی کو شامل ہے، اور بنات (بیٹیاں) کا لفظ نواسی کو بھی شامل ہے، لیکن یہ حکم یقینی اور قطعی نہ تھا، کیونکہ یہ احتمال موجود تھا کہ ''أمهات'' (مائیں) سے یہاں صرف حقیقی مائیں مراد ہوں، دادی اور نانی مراد نہ ہو، اسی طرح ''بنات'' (بیٹیاں) سے یہاں صرف حقیقی بیٹیاں مراد ہوں، بیٹیوں کی بیٹیاں مراد نہ ہوں، مگر جب ان کے حرام ہونے پر اجماع منعقد ہوگیا تو یہ حکم قطعی اور یقینی ہوگیا اور مذکورہ بالا احتمال ختم ہوگیا اور کسی مجتہد کو اس میں اختلاف کی گنجائش باقی نہ رہی۔

## حدیث سے ماخوذ اجماع کی مثال:

حدیث سے ماخوذ ہونے کی مثال فقہ کا یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ کوئی چیز قبضہ کرنے سے پہلے فروخت کردینا جائز نہیں، جیسا کہ آجکل عام ہے، اس مسئلہ میں سند اجماع آپ ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ:

**"من ابتاع طعاما فلایبعه حتی یستوفیه"**

ترجمہ...... جس نے کوئی کھانے کی چیز خریدی وہ اس پر جب تک قبضہ نہ کرلے، اسے (آگے) فروخت نہ کرے"۔

بیع قبل القبض کا حکم جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوگیا، مگر یہ حدیث "غیر متواتر" تھی اور اصولِ فقہ کا قاعدہ ہے کہ "غیر متواتر" حدیث "ظنی" ہوتی ہے، لہٰذا یہ حکم بھی ظنی تھا، لیکن جب اس پر اجماع منعقد ہوگیا تو یہی حکم قطعی بن گیا۔

## قیاس سے ماخوذ اجماع کی مثال:

فقہ کا یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ:

رِبا (سود) چاول میں بھی جاری ہوتا ہے، یعنی جب چاول کو چاول کے عوض میں فروخ کیا جائے تو اُدھار بھی حرام ہے اور کسی طرف مقدار میں کمی بیشی بھی حرام ہے، لین دین ہاتھوں ہاتھ ہونا ضروری ہے اور دونوں چاول خواہ مختلف قسم کے ہوں لیکن مقدار دونوں کی برابر ہونا ضروری ہے، ادھار یا کمی بیشی کی وجہ سے ربا لازم آئے گا جو کہ حرام ہے۔

یہ اجماعی فیصلہ قیاس کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔ یعنی اس مسئلہ میں "سند اجماع" قیاس ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے چھ چیزوں (۱) سونا (۲) چاندی (۳) گندم (۴) جو (۵) کھجور (۶) نمک کے بارے میں فرمایا تھا کہ ان میں کسی چیز کو جب تم اسی کی جنس کے بدلے میں بیچو تو اس میں ادھار یا کمی بیشی ربا ہے، جو حرام ہے۔ اب اس حدیث سے ان چھ چیزوں کا تو حکم معلوم ہوگیا، مگر چاول کے بارے میں یہ حدیث خاموش تھی، اجماع کرنے والوں نے چاول کا حکم ان چھ چیزوں پر قیاس کر کے معلوم کیا اور بتایا کہ جو حکم ان چھ چیزوں کا ہے وہی حکم چاول کا بھی ہے۔

## اجماع کا قسمیں:

بنیادی طور پر اجماع کی تین قسمیں ہیں:

(۱) اجماعِ قولی (۲) اجماعِ عملی (۳) اجماعِ سکوتی۔

**اجماعِ قولی:** یہ ہے کہ اجماع کی اہلیت رکھنے والے تمام حضرات کسی زمانہ میں اپنے قول سے کسی دینی مسئلہ میں اتفاق ظاہر کریں، جیسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تمام صحابہ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور زبان سے اقرار کیا۔

**اجماعِ عملی:** یہ کہ اجماع کی اہلیت رکھنے والے تمام حضرات کسی زمانہ میں کوئی عمل کریں، جب کوئی عمل تمام اہلِ اجماع (جائز یا مستحب یا مسنون سمجھ کر) کرنے لگیں تو اس عمل کو بالا جماع جائز یا مستحب یا مسنون سمجھا جائے گا۔ واجب ہونا اس قسم سے ثابت نہیں ہوسکتا، الا یہ کہ وہاں کوئی قرینہ ایسا پایا جائے جس سے وجوب ثابت ہو۔

ظہر سے پہلے کی چار رکعتیں جو سنتِ مؤکدہ ہیں، ان کا سنتِ مؤکدہ ہونا صحابہ کرام کے اجماعِ عملی سے ثابت ہوا ہے۔

**اجماعِ سکوتی** یہ ہے کہ اجماع کی اہلیت رکھنے والوں میں سے کچھ حضرات کوئی متفقہ فیصلہ زبانی یا عملی طور پر کریں جس کی اس زمانہ میں خوب شہرت ہوجائے یہاں تک کہ اس زمانے کے باقی سب مجتہدین کو بھی اس فیصلہ کی خبر ہوجائے، مگر وہ غور و فکر اور اظہارِ رائے کا موقع ملنے کے باوجود سکوت اختیار کریں، ان میں سے کوئی بھی اس فیصلہ سے اختلاف نہ کرے۔

اجماع کی ان تینوں قسموں میں سے پہلی دونوں قسمیں تو سب فقہاء کے نزدیک حجت ہیں، البتہ تیسری قسم ''اجماعِ سکوتی'' کے حجت ہونے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

## اجماع کے مراتب:

اجماع کرنے والوں کے اعتبار سے اجماع کے درجِ ذیل مراتب ہیں:

(۱)......سب سے قوی درجہ اجماع کا وہ ہے جو تمام صحابہ کرام نے عملی یا زبانی طور پر صراحۃً کیا ہو، اس کے حجتِ قطعیہ ہونے پر پوری امت کا اتفاق ہے۔

(۲) دوسرا درجہ صحابہ کرامؓ کے اجماعِ سکوتی کا ہے، یہ بھی اگرچہ حنفیہ سمیت بہت سے فقہاء کے نزدیک حجت قطعیہ ہے، مگر اس کا منکر کافر نہیں، کیونکہ اس کے حجت ہونے میں امام شافعی اور بعض دیگر فقہاء کا اختلاف ہے۔

(۳) تیسرے درجہ پر وہ اجماع ہے جو صحابہ کے بعد کسی زمانہ کے تمام فقہاء نے کیا ہو۔ یہ بھی جمہور کے نزدیک حجت تو ہے مگر حجتِ قطعیہ نہیں۔